اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل قادیان

اللہ اکبر

ایڈیٹر غلام نبی

The ALFAZL QADIAN.

تار کا پتہ الفضل قادیان

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند ۔ قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند

نمبر ۹۹ | مورخہ ۱۹ فروری ۱۹۳۳ء یوم یکشنبہ | مطابق ۲۳ شوال ۱۳۵۱ھ | جلد ۲۰

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق ۱۶ر فروری بوقت ۵ بجے شام کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کو ۱۳-۱۴ فروری کو کھانسی میں بہت تخفیف تھی۔ لیکن کل (۱۵ فروری) کھانسی بھی کچھ زیادہ ہو گئی۔ اور تمام دن حرارت بھی رہی۔ آج بھی کھانسی کی زیادہ شکایت ہے۔ اور حرارت بھی ہے۔ اللہ تعالےٰ حضور کو صحت کامل عطا فرمائے ؂

نہایت افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ کہ منشی دیانت خان صاحب کلرک بورڈنگ مدرسہ احمدیہ کی اہلیہ کا ۱۶ فروری انتقال ہو گیا۔ جنازہ مولانا مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے پڑھایا۔ اور مرحومہ عام قبرستان میں دفن کی گئیں۔ احباب مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں ؂

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

خدا سے ہمکلام ہونے کا یقینی ذریعہ

"مَیں جوان تھا۔ اور اب بوڑھا ہو گیا۔ مگر مَیں اپنے ابتدائی زمانہ سے ہی اس بات کا گواہ ہوں کہ وہ خدا جو ہمیشہ پوشیدہ چلا آیا ہے۔ وہ اسلام کی پیروی سے اپنے تئیں ظاہر کرتا ہے۔ اگر کوئی قرآن شریف کی سچی پیروی کرے۔ اور کتاب اللہ کے منشاء کے موافق اپنی اصلاح کی طرف مشغول ہو۔ اور اپنی زندگی نہ دنیا داروں کے رنگ میں۔ بلکہ خادم دین کے طور پر بناوے۔ اور اپنے تئیں خدا کی راہ میں وقف کر دے۔ اور اس کے رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت رکھے۔ اور اپنی خودنمائی اور تکبر اور عجب سے پاک ہو۔ اور خدا کے جلال اور عظمت کا ظہور چاہے۔ نہ یہ کہ اپنا ظہور چاہے۔ اور اس راہ میں خاک میں مل جائے۔ تو آخری نتیجہ اس کا یہ ہوتا ہے۔ کہ مکالمات الٰہیہ عربی فصیح بلیغ میں اس سے شروع ہو جاتے ہیں۔ اور وہ کلام لذیذ اور باشوکت ہوتا ہے۔ جو خدا کی طرف سے نازل ہوتا ہے۔ حدیث النفس نہیں ہوتا" (چشمہ معرفت صفحہ ۳۰)

اسلامی ممالک کی خبریں اور اہم کوائف

آبنائے باسفورس پر ریلوے پل کی تعمیر

حکومت ترکیہ نے ایک برطانی کمپنی کو آبنائے باسفورس پر پل تعمیر کرنے کا ٹھیکہ دے دیا ہے۔ جس سے وہ ریلوے لائن مکمل ہو سکے گی۔ جو کالیہ سے ایشیا تک براہ راست مسافروں کو پہونچائے گی۔ اس وقت کالیہ سے استنبول جانے والے مسافر آبنائے باسفورس پر اتر جاتے ہیں اور پھر ساحل ایشیا کا سفر کرتے ہیں:

ترکی میں متحرک مدارس

حکومت ترکیہ تعلیم کی طرف ان دنوں بہت متوجہ ہے۔ چنانچہ وزارت معارف نے ایک سکیم تیار کی ہے۔ کہ چونکہ حکومت کے پاس فی الحال اس قدر سرمایہ نہیں۔ کہ ہر قریہ میں مدارس کھول سکے۔ اس لئے متحرک اور چلنے پھرنے والے مدارس جاری کئے جائیں۔ جو مخصوص راستے سے گزریں گے۔ اور ہر قریہ میں چار ماہ قیام کریں گے۔ جہاں ارد گرد کے بچے اور مرد عورتیں پہنچکر یکساں طور پر ضروری معلومات حاصل کر لیا کریں گے۔ ان مدارس میں صبح کے وقت بچوں کو دوپہر کے بعد عورتوں کو اور شام کے بعد مردوں کو سبق دیئے جایا کریں گے:

قسطنطنیہ میں گونگوں کی کانفرنس

حال میں قسطنطنیہ میں گونگوں کی کانفرنس کا انعقاد ہوا ہے، جس کی صدارت بھی ایک گونگے نے کی۔ اور تمام مقررین نے سر اور ہاتھوں کے اشاروں سے اپنے مطالب ادا کئے۔ ایک مقرر نے کہا۔ اگرچہ ہماری زبانیں نہیں۔ اور کان بھی کام نہیں کرتے۔ لیکن ہمارے دماغ بہت اعلےٰ ہیں۔ اور حکومت اگر ہماری تربیت کے اعلےٰ انتظامات کرے۔ تو ہم ملک و ملت کے لئے بہت مفید ہو سکتے ہیں:

ترکی میں پٹرول کا جدید چشمہ

معاصر جمہوریت رقمطراز ہے۔ کہ چہ چاپک طاغی کے علاقہ میں پٹرول کا ایک جدید معدن دریافت ہوا ہے۔ جہاں سے پٹرول کی بہت بڑی مقدار حاصل ہو سکیگی:

حکومت فلسطین اور شبان المسلمین

فلسطینی نوجوان عربوں کی بیداری کو حکومت خطرہ کی نگاہ سے دیکھنے لگی ہے۔ اور چونکہ قومی خدمت میں سرکاری ملازم بھی شامل ہیں۔ اس لئے حکومت نے ایک اعلان نافذ کر کے عوام کو شبان المسلمین کی سرگرمیوں میں شرکت کی ممانعت کر دی ہے، اس پر صدر مجلس نے ایک اعلان شائع کیا ہے۔ جس میں حکومت فلسطین اور حکومت برطانیہ دونوں پر سخت نکتہ چینی کی ہے۔ اور لکھا ہے۔ کہ جب عیسائی حکام عیسائی نوجوانوں کی مجالس کی سرپرستی کرتے ہیں۔ تو مسلم نوجوان اس حکم کو کس طرح گوارا کر سکتے ہیں۔

مصری وزارت میں انقلاب

مصر کی تازہ اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ صدقی پاشا کی وزارت میں عنقریب انقلاب رونما ہونے والا ہے۔ تمام وزراء۔ مدیر امن عمومی۔ اور کمانڈر انچیف نے شاہ فواد سے اسی سلسلہ میں ملاقات کی ہے:

تقرر عہدہ داران جماعت ہائے احمدیہ

کے متعلق

ضروری اعلان

اخبار الفضل نمبر ۷۳ مجریہ ۱۸ر دسمبر ۱۹۳۲ء کے صفحہ ۷ کالم ۳ پر میری طرف سے ایک اعلان شائع ہوا تھا۔ جس میں واضح طور پر لکھا گیا تھا۔ کہ آئندہ عہدہ داران جماعت ہائے احمدیہ کا تقرر مالی سال کی ابتداء میں یکم مئی سے ہوا کرے گا۔ تاکہ مقررشدہ عہدہ داروں کو تمام سال کام کرنے کا موقعہ ملتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی میں نے یہ بھی اعلان کیا تھا۔ کہ تمام جماعتوں کے عہدہ داروں کی میعاد میں ۳۰ر اپریل ۱۹۳۳ء تک توسیع کی جاتی ہے۔ میرے اس واضح اعلان کی موجودگی میں ابھی نئے عہدہ داروں کے انتخاب کی ضرورت نہ تھی لیکن بعض شہری اور قصباتی جماعتوں کی طرف سے مجھے نئے انتخابات کی فہرستیں منظوری کے لئے موصول ہوئی ہیں۔ اور ہو رہی ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یا تو اس اعلان سے اُن جماعتوں کو کوئی غلط فہمی پیدا ہوئی ہے۔ اور یا وہ اعلان ہی ذمہ دار کارکنوں کی نظر سے نہیں گزرا۔ لہذا دوبارہ اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ ابھی ۳۰ر اپریل ۱۹۳۳ء تک سابقہ عہدہ دار ہی کام کریں گے۔ یکم مئی ۱۹۳۳ء سے جو عہدہ دار مقرر ہونگے۔ اُن کے انتخاب کی فہرستیں میرے دفتر میں بغرض حصول منظوری ابھی بھیجنے کی ضرورت نہیں البتہ نئے انتخابات کی فہرستیں میرے دفتر میں اگر یکم اپریل سے ۲۰۔ اپریل تک پہونچ جائیں۔ تو بہت مناسب ہے۔ تاکہ یکم مئی سے قبل اُن کی منظوریاں متعلقہ صیغہ جات سے حاصل کر کے اعلان کر دیا جائے۔ ناظر اعلیٰ۔ قادیان۔ ۱۳ر فروری ۱۹۳۳ء

ضرورت کتب

ہمارے دوست حاجی عبید اللہ صاحب عرب بطور آنریری مبلغ حج کر کے بغداد میں تبلیغ کے لئے جانے والے ہیں۔ ان کو حسب ذیل کتب کی ضرورت ہے۔ اگر احباب یہ کتب حاجی صاحب کو مفت دے سکیں۔ تو بہت ثواب کا کام ہے۔ اور اگر کوئی صاحب قیمتاً دینا چاہیں۔ تو بھی حاجی صاحب خرید لیں گے۔ حاجی صاحب آخر فروری تک حج کے لئے جانے والے ہیں۔ اس لئے جلد اطلاع دیں:-

براہین احمدیہ ہر چہار حصص۔ فتح اسلام۔ توضیح مرام۔ نشان آسمانی۔ تحفہ بغداد۔ کرامات الصادقین۔ حمامۃ البشریٰ مکمل۔ ست بچن۔ آریہ دھرم۔ استفتا اردو و سراج منیر۔ حجۃ اللہ۔ کشف الغطاء۔ حقیقۃ المہدی۔ مسیح ہندوستان میں۔ تریاق القلوب۔ اعجاز المسیح۔ الہدیٰ مواہب الرحمٰن۔ سیرت الابدال۔ الحق لدھیانہ۔ الحق دہلی۔ جنگ مقدس۔ رپورٹ جلسہ عام۔ تقریر ہمراہ خط وحدت الوجود۔ تقریروں کا مجموعہ۔ الانذار:

(ناظر دعوت و تبلیغ۔ قادیان)

نظارت بیت المال کی طرف سے

اطلاع

اخبار الفضل نمبر ۹۷ صفحہ ۸ پر بعنوان "یہ رقوم کس مد کی ہیں" اعلان شائع کیا گیا تھا۔ کہ رقوم بھیجنے والے احباب ان رقوم کی تفصیل ۱۵۔ فروری تک بھجوا دیں۔ اور یہ کہ تفصیل آنے پر انہیں چندہ عام میں داخل کر دیا جائے گا۔ اور پھر کسی کو اپنے حسابات میں غلطی کی شکایت کا حق حاصل نہ ہوگا۔ مگر کتابت کی غلطی سے بجائے ۱۵۔ فروری کے تاریخ ۵۔ فروری شائع ہو گئی ہے۔ اس لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ اب یہ میعاد ۲۵۔ فروری تک بڑھا دی گئی ہے

اعلان

جماعت احمدیہ چک میرچ کشمیر کے سکرٹری تبلیغ راجہ عبد اللہ خاں صاحب کی بجائے منشی رحمت اللہ خاں صاحب مقرر کئے جاتے ہیں:

ناظر دعوت و تبلیغ۔ قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

127

نمبر ۹۹ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۹ فروری ۱۹۳۳ء | جلد ۲۰

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشعار میں حمد الٰہی کی خصوصیات

(از حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب سول سرجن رُہتک)

اس زمانہ سے پہلے سب مسلمان شعرا اور بعض صوفیائے حمد الٰہی لکھی ہے۔ چنانچہ کسی شاعر کے دیوان کی ابتدا کو آپ حمد و نعت سے خالی نہ پائیں گے۔ مگر حقیقی عاشقانہ طرز کو جو موثر ہے۔ اور دلی جوش سے نکلتی ہے۔ غالباً ڈر کے مارے کسی نے بھی اختیار نہیں کیا۔ دیوان کی غزلیں اور قصائد دلچسپ اور موثر ہیں۔ مگر حمد کو دیکھو۔ تو روکھی پھیکی۔ بے اثر۔ بعض میں زیادہ سے زیادہ ادب عظمت اور خوف پایا جاتا ہے۔ جیسے کسی دور کی عظیم الشان چیز کو بیان کرتے ہیں۔ یا کسی پُر ہیبت بادشاہ کا قصیدہ کہتے ہیں محبت۔ جوش۔ بے تکلفی اور عاشقی کا رنگ نہیں ملتا۔ نہ بسبب ڈر اور خوف کے وُہ دل کی گہرائیوں سے نکلی ہُوئی معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ شائد بے ادبی کے ڈر سے بچارے اپنے جذبات کو بہت روکتے رہے۔ یا شائد علمائے ظاہر کے فتووں سے خوف کھاتے رہے۔ مگر برخلاف ان سب کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حمد ایک عاشقانہ تڑپ اپنے اندر رکھتی ہے۔ پُر جوش جذبات سے لبریز اور بے قرارانہ کیفیات کے اظہار سے بھری ہوئی ہوتی ہے۔ مثلاً ایک جگہ اللہ العالمین کو مخاطب کرکے یوں فرماتے ہیں

دلستانی و دلربائی کُن — بہ نگاہے گرہ کشائی کُن
در دو عالم مرا عزیز توئی — وانچہ میخواہم از تو نیز توئی
ذاتِ پاکت بس است یا ربّ کے — دل بجے۔ جاں بجے۔ نگار بجے

اسی طرح دوسری جگہ اسی ذات والاصفات کو اس طرح مخاطب کیا ہے:۔

اے دلبر و دلستان و دلدار — وے جانِ جہان و نورِ انوار
لرزاں ز تجلیت دلِ رجال — حیراں ز رُخت قلوب و ابصار
حُسنِ تو غنی کند ز ہر حُسن — مہرِ تو بخود کشد ز ہر یار

حُسنِ نمکینت ار نبودے — از حُسن نبودے ہیچ آثار
شوخی زِ تو یافت رُوئے خوباں — رنگ از تو گرفت گل بہ گلزار
سیمیں ذقناں کہ سیب دارند — آمد زِ ہماں بلند اشجار
ایں ہر دو از آں دیار آیند — گیسوئے بتان و مشکِ تاتار
اَے مونسِ جاں چہ دلستانی — کز خود بربودیم بہ یک بار
از یادِ تو ایں دلے بہ غم غرق — دارد گہرے نہاں صدف وار
چشم و سرِ ما فدائے رویت — جان و دلِ ما بتو گرفتار
عشقِ تو بنقدِ جاں خریدیم — تا دم بزنند دِگر خریدار
غیر از تو کہ سر زدے زجیبم — در بُرجِ دلم نماند دیار
عمریست کہ ترکِ خویش و پیوند — کردیم و دے جز از تو دشوار

دیگر

کس قدر ظاہر ہے نُور اس مبدء الانوار کا
بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا
چاند کو کل دیکھ کر میں سخت بے کل ہو گیا
کیونکہ کچھ کچھ تھا نشاں اس میں جمالِ یار کا
اُس بہارِ حُسن کا دل میں ہمارے جوش ہے
مت کرو کچھ ذکر ہم سے ترک یا تاتار کا
ہے عجب جلوہ تری قدرت کا پیارے ہر طرف
جس طرف دیکھیں وُہی رہ ہے ترے دیدار کا
چشمۂ خورشید میں موجیں تری مشہود ہیں
ہر ستارے میں تماشا ہے تری چمکار کا
تو نے خود رُوحوں پہ اپنے ہاتھ سے چھڑکا نمک
اس سے ہے شورِ محبت عاشقانِ زار کا
خوبرویوں میں ملاحت ہے ترے اس حُسن کی
ہر گل و گلشن میں ہے رنگ اس تری گلزار کا

چشمِ مست ہر حسیں ہر دم دکھاتی ہے تجھے
ہاتھ ہے تیری طرف ہر گیسوئے خمدار کا
ہیں تری پیاری نگاہیں۔ دلبرا اک تیغِ تیز
جس سے کٹ جاتا ہے سب جھگڑا غمِ اغیار کا
تیرے ملنے کے لئے ہم مِل گئے ہیں خاک میں
تا مگر درماں ہو کچھ اس ہجر کے آزار کا
ایک دم بھی کل نہیں پڑتی مجھے تیرے سوا۔
جاں گھٹی جاتی ہے۔ جیسے دل گھٹے بیمار کا۔
شور کیسا ہے ترے کوچہ میں لے جلدی خبر۔
خوں نہ ہو جائے کسی دیوانہ مجنوں وار کا۔

اُس محبوب ازلی کو یار۔ دلبر۔ دلستاں نگار۔ جانِ پیارے وغیرہ کے عاشقانہ الفاظ سے یاد کرنا یہ حضور علیہ السلام کی ہی ایجاد ہے ورنہ عموماً پہلے لوگوں کی تو اس میدان میں ڈر کے مارے جان نکلتی تھی۔ پھر آپ دیکھیں گے۔ کہ وُہ لوگ خدا تعالےٰ کے احسانات کا تو کبھی کبھی ذکر کرتے بھی تھے۔ مگر اس کے حُسن پر مرنا۔ اور اس کے رُخ پر فدا ہونا۔ اور اس کی ایک ایک ادا پہ قربان ہونا یہ اسی سر آمد عاشقانِ الٰہی کی ایجاد ہے۔ اس کوچہ میں پہلوں نے بالکل قدم نہیں رکھا۔ اور رکھتے بھی کیونکر۔ اس کمالِ عشق کو کوئی پہونچا بھی ہو

اب ذرا یہ بھی ملاحظہ فرمایئے:۔

ننگِ نام و عزت و نیاز وا ماں ریختیم — یار آمیزد مگر با ما۔ بخاک آمیختیم
دل برادیم از کف و جاں از رہش نداختیم — در پئے وصل نگارے حیلہا انگیختیم

دیگر

محبتِ تو دوائے ہزار بیماریست — بروئے تو کہ رہائی دریں گرفتاریست
پناہِ روئے تو جُستن نہ طورِ مستانست — کہ آمدن بہ پناہت کمالِ ہشیاریست
متاعِ مہرِ رُخِ تو نہاں نخواہم داشت — کہ خفیہ داشتنِ عشقِ تو زغداریست
براں سرم کہ سر و جاں فدائے تو بکنم — کہ جاں بیار سپردن حقیقتِ یاریست

ان اشعار میں اس قلبی جوش سے محبوب حقیقی کو مخاطب کرنا جس طرح راتیں اور سچے پیارے کو انسانی فطرت چاہتی ہے۔ کہ مخاطب کرے۔ اور اپنے دلی ولولوں کا وُہ اظہار جو ایک عاشق صادق چاہتا ہے۔ کہ اپنے معشوق کے آگے کرے۔ یہ باتیں پہلے شعراء میں قطعاً معدوم نظر آتی ہیں۔ سچ تو یہ ہے۔ کہ حضور علیہ السلام نے عشق الٰہی کی بنیاد بالکل فطرتی اصولوں پر رکھی ہے۔ اور انہی الفاظ سے اُس ذات بیچگوں کو یاد کیا ہے۔ جو واقعی دل کی تہ سے نکلتے۔ اور درگاہ الٰہی میں شرف قبولیت حاصل کرتے ہیں۔ اور پڑھنے والے کے دل میں سرایت کرتے چلے جاتے ہیں۔ پہلے لوگ اگر ذات باری تعالےٰ کو مخاطب بھی کرتے تھے۔ تو صرف دُعا کے رنگ میں۔ مگر یہاں رنگ ہی نیا ہے یعنی عاشقانہ خطاب کا۔ مثلاً فرماتے ہیں

قربانِ تست جانِ من۔ اے یارِ محسنم
با من کدام فرق تو کردی کہ من کنم

ہیچ آگہی نبود ز عشق و وفا مرا
خود ریختی متاعِ محبت بدامنم
ایں خاک تیرہ را تو خود اکسیر کردۂ
لعد آں جمال تو کہ نمود ست احسنم
سہل ست ترک ہر دو جہاں گر رضائے تو
آید بدست اے پنہ وکہف و مامنم
فصل بہار و موسم گل نایدم بکار
کاندر خیال روئے تو ہر دم بگلشنم
در کوئے تو اگر سر عشاق را زنند
اول کسیکہ لافِ تعشق زند منم

اسی طرح صرف اپنا عشق جتلانے اور اظہار محبت میں ہی یہ طرز نہیں ہے۔ بلکہ دوسروں کو بھی جب حسن وجمال حضرت احدیت کی طرف رغبت دلاتے ہیں۔ تو اسی عاشقانہ طرز میں جو نہایت نیچرل۔ بے حد موثر ہے۔ مثلاً فرماتے ہیں:۔

روئے دلبر از طلبگاراں نمی دارد حجاب
مے درخشد در خور و می تابد اندر ماہتاب
لیکن آں روئے حسیں از غافلاں ماند نہاں
عاشقے باید کہ بردارند از بہرش نقاب
دامنِ پاکش ز نخوت ہانمے آید بدست
ہیچ راہے نیست غیر از عجز و درد و اضطراب

روئے حسین۔ نقاب۔ دامن۔ یہ عاشقوں کی اصطلاحیں ہیں۔ اسی قسم کی بعض اصطلاحیں استعارہ کے طور پر قرآن مجید نے بھی استعمال کی ہیں۔ اب تیرہ سو سال کے بعد حضور علیہ السلام نے اسی رنگ کو پھر تازہ کیا ہے۔ اور نئی عاشقانہ شاعری کی بنیاد ڈالی ہے۔ جو اس سلسلہ کی خصوصیت بن گئی ہے۔

پھر ایک اور نئی بات حضور علیہ السلام کی شاعری میں یہ ہے کہ نہ صرف حسن دلدار کو بلکہ گفتار یار کو بھی محاسن الٰہی میں پیش کیا ہے بات یہ ہے۔ کہ حسن مجازی کے عشاق نے اس گفتار یار کو اپنے اشعار میں اس کثرت سے پیش کیا ہے۔ اور اپنے معشوقوں کے محاسن میں اس کو وہ درجہ دیا ہے۔ کہ پرانے بزرگوں کی حمد و ثنا پڑھ کر ایک طالب وصل الٰہی شرمندہ سا ہو کر رہ جاتا ہے۔ اور اس کی آتش محبت پر گویا ٹھنڈے پانی کا چھینٹا پڑ جاتا ہے۔ اور وہ تعجب کرتا ہے۔ کہ یہ خوبیٔ کلام اور حسن گفتار مجازی محبوبوں میں موجود ہو۔ مگر محبوب حقیقی میں اس کا نام و نشان تک بھی نہ پایا جائے۔ سو حضور علیہ السلام کی شاعری نے عاشقان حقیقی کی اس فطرتی خواہش اور جذبہ کو بھی پورا کر دیا۔ اور آپ نے گفتار کے جمال کو اس شدومد اور ایسی خوبی کے ساتھ پیش کیا ہے۔ کہ گویا اس معشوق حقیقی سے اس کے مضطرب عشاق کو ہمکلام ہی کرا دیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

آنکہ او خلق را زباں ہا داد ۔ خاک را طاقتِ بیاں ہا داد

چوں بود گنگ خویش زباں ہیچ ۔ شرمت آید زپاک وکامل ذات
جامع ہر کمال و عز و جلال ۔ چوں بود ناقص اے اسیر ضلال
ہمہ اوصاف او چو گشت عیاں ۔ چوں بماند تکلمش پنہاں
ہر کرا دل بود بدلدارے ۔ خبرش پرسد از خبردارے
گر نباشد لقائے محبوبے ۔ جوید از نزد یار مکتوبے
بے دلارام نایدش آرام ۔ گر بروئیش نظر گہے بکلام

دیگر

یہ سچ ہے کہ جو پاک ہو جاتے ہیں ۔ خدا سے خدا کی خبر لاتے ہیں
اگر اس طرف سے نہ آئے خبر ۔ تو ہو جائے یہ راہ زیر و زبر
طلبگار ہو جائیں اس کے تباہ ۔ وہ مر جائیں دیکھیں اگر بند راہ
مگر کوئی معشوق ایسا نہیں ۔ کہ عاشق سے رکھتا ہو بغض و کیں
خدا پر تو پھر یہ گماں عیب ہے ۔ کہ وہ راحم و عالم الغیب ہے
اگر وہ نہ بولے تو کیونکر کوئی ۔ یقیں کر کے جانے کہ ہے مختفی
وہ کرتا ہے خود اپنے شگفتوں کو یاد ۔ کوئی اس کی رہ میں نہیں نامراد
وہ انکار کرتے ہیں الہام سے ۔ کہ ممکن نہیں خاص اور عام سے
یہی سالکوں کا تو تھا مدعا ۔ اسی سے تو کھلتی تھیں آنکھیں ذرا
اگر یہ نہیں پھر تو وہ مر گئے ۔ کہ بے سود جاں کو فدا کر گئے
اسی سے تو عارف ہوئے باوفا ۔ اسی سے تو آنکھیں کھلیں اور گوش
یہی ہے کہ نائب ہے دیدار کا ۔ یہی ایک چشمہ ہے اسرار کا
خدا سے خدا پر یقیں آتا ہے ۔ وہ باتوں سے ذات اپنی سمجھاتا ہے
کوئی یار سے جب لگاتا ہے دل ۔ تو باتوں سے لذت اٹھاتا ہے دل

یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ پہلے شعرائے عشق مجازی کے جو اشعار کہے ہیں۔ وہ بہت اچھے اور جذبات سے بھرے ہوئے کہے ہیں پھر مفسرین نے ان اشعار کو عشق حقیقی کی طرف بڑی کھینچ تان کر کے لگایا ہے۔ مگر براہ راست ذات باری کو مخاطب کر کے اس کے ساتھ علی الاعلان تعشق کا اظہار کرنا یہ بھی خصوصیت حضور علیہ السلام کی ہی ہے۔ مثلاً

دُنیا میں عشق تیرا۔ باقی ہے سب اندھیرا۔
معشوق ہے تو میرا۔ عشقِ صفا یہی ہے۔
مغبت غبار اپنا تیرے لئے اُڑایا۔
جب سے سُنا کہ شرط مہر و وفا یہی ہے

سو یہ چند باتیں حضور علیہ السلام کی عشقیہ شاعری کی خصوصیات ہیں۔ اسی طرح اور بھی بہت سے کمالات۔ اور خصوصیات ہیں۔ جو درثمین کو مطالعہ میں رکھنے والے اصحاب اپنے طور پر معلوم کر سکتے ہیں۔ اہل مذاق اس کتاب کو ضرور بار بار پڑھیں۔ میں تو خیال کرتا ہوں۔ کہ جس طرح سورہ فاتحہ میں قرآن مجید کے اکثر مضامین داخل کر دیئے گئے ہیں۔ اسی طرح حضور علیہ السلام کے اشعار میں حضور علیہ السلام کی تمام تصانیف کا خلاصہ آگیا ہے۔ یعنی دعوے۔ دلائل۔ حمد ذات باری تعالے

مدح قرآن مجید۔ نعت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ وحی و الہام کی بحث۔ ضروریات دین۔ اخلاق۔ حقائق و معارف۔ نصائح۔ تعلیم سلسلہ۔ پیشگوئیاں۔ غرض شاذ ہی کوئی چیز ہوگی۔ جو ان کے اندر موجود نہ ہو۔

پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ یہ اشعار مخصوصاً خزانۂ محبت الٰہی کے لئے بطور کنجی کے ہیں۔ غرض درثمین کیا ہے۔ ایک سمندر ہے جس کے سطر سطر میں عجیب عجیب خواص پنہاں ہیں۔ پھر مختصر اتنی۔ کہ سفر و حضر ہر وقت جیب میں رہ سکتی ہے۔ اور اثر اتنا۔ کہ اس کا باقاعدہ وِرد انسان کی رُوح کو گداز کرتا۔ اور دل میں معرفت کا نور اور عشق کا شعلہ پیدا کر دیتا ہے۔ سچ فرمایا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے کہ

درکلام تو چیزے ست کہ شعرا را دراں دخلے نیست

اللّٰھم صل علےٰ محمد وعلےٰ عبدہ المسیح الموعود وبارک وسلم انک حمید مجید۔

اسلام میں عورتوں کے لئے پردہ کا حکم

اسلام میں عورتوں کے پردہ کا جو حکم ہے۔ اس کا قطعاً یہ مطلب نہیں۔ کہ عورتوں پر ناقابل برداشت۔ اور تکلیف دہ پابندیاں عائد کی جائیں۔ انہیں قیدیوں کی طرح گھروں میں بند رکھا جائے۔ انہیں دُنیاوی کاروبار میں حصہ لینے سے روک دیا جائے۔ بلکہ محض یہ ہے کہ عورتوں مردوں کے بے محابہ میل جول سے جو نقصانات پیدا ہوتے ہیں۔ ان کی روک تھام کی جائے۔ چنانچہ قرون اولیٰ میں باوجود اسلامی پردہ کی ضروری پابندی کے مسلمان خواتین جنگوں میں شریک ہو کر زخمیوں کی تیمارداری کرتیں۔ ضرورتاً امداد بہم پہنچاتیں شرعی امور کے متعلق مردوں سے گفتگو کرتیں۔ اور ان کی باتیں سنتیں تعلیم حاصل کرتیں۔ خانگی کاروبار کے لئے گھروں سے باہر جاتیں غرض پردہ کی پابندی کسی ضروری امر میں روک نہ ہوتی۔ اس سے جو فوائد حاصل ہوئے۔ ان کا اندازہ مسلمانوں کے عہد حکومت اور موجودہ تمدن کی ان حکومتوں کے عہد کا مقابلہ کرنے سے بآسانی ہو سکتا ہے۔ جو پردہ کی مخالف ہیں۔ لیکن حیرت ہے۔ کہ آج کل کی عورتوں کی بے پردگی کے نہایت تلخ نتائج سے آگاہ ہونے اور یہ جاننے کے باوجود کہ جس مغرب کی تقلید میں عورتوں کے لئے بے پردگی پر زور دیا جا رہا ہے۔ انہیں لوگوں کی خانگی زندگی کی خوشی غائب ہو رہی۔ اور وہ سخت نالاں ہیں۔ اسلامی پردہ کے خلاف آواز اٹھائی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ ایک شخص مسٹر اگنی ہوتری نے تو ایک جلسہ عام میں یہاں تک کہدیا ہے۔ کہ "قرآن شریف میں پردے کا کہیں ذکر نہیں آیا۔ عرب میں صرف گرم ہوا سے بچنے کے لئے اسے استعمال کیا جاتا تھا۔ بعد میں امیر لوگوں نے اسے فیشن بنا لیا" (ٹریبیون ۱۵ فروری)

اسلام کے متعلق جن لوگوں کی واقفیت کا یہ حال ہو۔ ان سے کس طرح توقع کی جا سکتی ہے۔ کہ اسلامی احکام کے فوائد اور ان کے مفید اثرات کا اعتراف کر سکیں لیکن تجربہ انہیں بتا دے گا۔ کہ ہندوستان میں عورتوں کو اس قسم کی بے پردگی کا خوگر بنانا جو یورپ میں ہے ... خانگی زندگی کے لئے کس قدر تباہ کن

احمدیت پر اعتراضات کے جواب

128

پیشگوئی اسمہٗ احمد کی تشریح

ایک پیغامی مضمون نگار کی غلط بیانی

غلط بیانی

اخبار "پیغام صلح" مجریہ ۱۵ اور ۱۹ جنوری ۱۹۲۳ء میں مولوی عمر الدین صاحب شملوی کا ایک مضمون شایع ہوا ہے۔ جس میں انہوں نے یہ ظاہر کیا ہے۔ کہ میں نے دہلی میں درس قرآن دیتے ہوئے اسمہٗ احمد کی پیشگوئی کے متعلق جو کچھ بیان کیا۔ وہ تخالف اور تعارض کے لحاظ سے گویا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے دلائل متعلقہ اسمہٗ احمد کی تردید تھی۔ میں نے مولوی صاحب کا مضمون پڑھ کر یہ معلوم کیا ہے۔ کہ انہوں نے اپنے اس مضمون میں خطرناک غلط بیانی کی ہے۔ جو تقوےٰ اور شرافتِ انسانی کے سخت خلاف ہے۔ میں ان غلط بیانیوں کے جواب کی چنداں ضرورت نہ سمجھتا تھا۔ لیکن محض اس لئے کہ مولوی صاحب نے افترا پردازی سے میرے بیان اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے بیان میں تخالف ظاہر کرنا چاہا ہے۔ اس طرح بعض ناواقفوں کو غلط فہمی میں مبتلا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس لئے تردیداً کچھ لکھنا مناسب سمجھا۔

افسوسناک تحریف

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی عبارات کو جہاں نقل کیا ہے۔ آگے پیچھے سے کاٹ چھانٹ کر نجادعانہ طور پر پیش کیا ہے۔ چنانچہ حضرت اقدس کی عبارت محولہ ذیل پڑھکر اصل سے مقابلہ کیجئے۔ عبارت پیشکردہ کے الفاظ ترتیب پیشکردہ کے مطابق نہیں پائے جائیں گے۔ مولوی صاحب "پیغام صلح" مجریہ ۱۵ر جنوری میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی طرف کلام کو منسوب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"میرا یہ عقیدہ ہے۔ کہ یہ آیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق ہے۔ اور احمدؐ آپ ہی ہیں۔ میں ایمان رکھتا ہوں کہ احمدؐ کا جو لفظ قرآنِ کریم میں آیا ہے۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق ہی ہے۔ میں اس بات کے ثبوت میں اپنے پاس خدا کے فضل سے دلائل رکھتا ہوں۔ اور تمام دنیا کے عالموں اور فاضلوں کے سامنے بیان کرنے کو تیار ہوں" (انوار خلافت ص۲۱) اس عبارت کے بعض فقرات حذف کئے گئے ہیں۔ لیکن حذف الفاظ کے متعلق نہ کوئی نشان دیا ہے۔ نہ ہی کسی اور علامت کا اظہار کیا ہے۔ کہ یہ عبارت اصل عبارت میں اسی ترتیب کے ساتھ پائی جاتی ہے۔ یا اقتباس کے طور پر نقل کی ہے۔ اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دو دلیلیں نقل کی ہیں۔ جن کے الفاظ حسب ذیل لکھ کر پیش کئے ہیں:۔

"دلیل اول تو یہ ہے۔ کہ الفاظ قرآنی ومن اظلم ممن افتری علی اللّٰہ الکذب منکرین احمد رسول کے متعلق ہو ہی نہیں سکتے۔ کیونکہ یہ الفاظ مدعی رسالت یا ماموریت کے لئے ہی بولے جاتے ہیں۔ اور جو لوگ ان الفاظ کو منکروں کے لئے بھی تسلیم کر لیتے ہیں۔ وہ قلتِ فہم کیوجہ سے ایسا کرتے ہیں۔ دوسری دلیل یہ ہے۔ کہ افتری علی اللّٰہ کے ساتھ فرمایا ہے۔ وھو یدعیٰ الی الاسلام جس سے پایا جاتا ہے۔ کہ احمد رسول ایسے زمانہ میں ہوگا۔ جبکہ دنیا میں اسلام موجود ہوگا۔ اور اہل اسلام احمد رسول کو کہیں گے۔ کہ تو تو اپنے دعوے میں مفتری علی اللّٰہ ہے۔ پہلے اپنا مسلمان ہونا تو ثابت کرلے"

اس کے بعد مولوی صاحب لکھتے ہیں۔ "جناب میاں صاحب کے نزدیک وھو یدعیٰ الی الاسلام ایسی نشانی ہے۔ کہ یہ اسمہٗ احمد کی خبر کو مسیح موعود کے لئے مخصوص کر دیتی ہے"

اس کے بعد مولوی صاحب نے جلی قلم سے یہ عنوان دیا ہے۔ کہ "مولانا غلام رسول صاحب فاضل راجیکی کا جواب" گویا مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی دلائل پیشکردہ کی تردید میں اس عنوان سے مجیب قرار دیا ہے۔ اب اس افترا پردازی اور غلط بیانی کے جواب میں بجز لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین اور کیا کہا جائے۔ مولوی صاحب اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ تعلقات خلیفۂ وقت کو توڑ دینے سے آپ کو کیسے کیسے خلاف تقویٰ امور کے ارتکاب کے لئے جرأت پیدا ہو گئی۔ اور طرفہ یہ کہ جہاں مجھے مجیب قرار دیکر بعد میں جن غلط باتوں کا میرے بیان درس کو ماخذ قرار دیا ہے اور جو محض افترا اور اتہام ہیں۔ خود ہی اس کے خلاف میری نسبت مجھے غالی قرار دیتے ہوئے لکھ دیا ہے۔ کہ "مولوی غلام رسول صاحب فاضل راجیکی جو حضرت میاں صاحب کے متعلق یہ اعتقاد رکھتے ہیں۔ کہ حضرت میاں صاحب کے خلاف عقیدہ رکھنا لعنت ہے۔ اور یہ بھی کہ اگر مولوی صاحب کو علم ہو جائے۔ کہ انہوں نے کوئی بات میاں صاحب کے عقائد کے خلاف کہی ہے۔ تو وہ اپنی بات کو ہی غلط قرار دیں گے۔ اور ان کا ایمان یہی ہوگا۔ کہ خلیفہ صاحب نے جو کہا ہے۔ خواہ سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔ وہی درست ہے۔ مگر یہ سچ ہے۔ کہ حق کبھی چھپ نہیں سکتا۔ اس لئے باوجود اس قدر غالیانہ عقیدہ کے بھی جناب مولانا صاحب نے دہلی میں درس قرآن مجید دیتے ہوئے میاں صاحب کی دونوں مذکورہ بالا دلیلوں کے پرخچے اڑا دیئے۔ اور کسی باہر کے عالم یا فاضل سے بحث کئے بغیر ہی معاملہ طے ہوگیا"

مرشد کامل کے مقابلہ میں کسی انسان کی عقل کی حقیقت

مولوی صاحب کی عبارت مرقومہ بالا میں عبارت کے حصہ اولیٰ میں جہاں میری طرف غالیانہ عقیدہ کو منسوب کیا ہے۔ وہ میرے نزدیک غالیانہ عقیدہ نہیں۔ بلکہ آیت اطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم اور حدیث علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المہدیین کے مطابق صحیح اور درست عقیدہ ہے۔ اور اسی طرح کا عقیدہ ہے جو حضرت ابوبکر حضرت عمر حضرت عثمان حضرت علی رضی اللّٰہ عنہم وارضاہم کے عقائد کو درست تسلیم کرنے کا عقیدہ ایک مومن اور مسلم کے لئے ضروری ہے۔ چنانچہ مولوی صاحب سے دہلی میں میں نے اس عقیدہ کا کئی بار ذکر بھی کیا۔ اور ایک دفعہ انہوں نے مجھے کہا۔ کہ اگر میاں صاحب کی کوئی بات عقل کے خلاف بھی ہو۔ تب بھی آپ اسے قبول کر لیں گے۔ میں نے جواب میں کہا کہ ان کی کوئی بات خلاف عقل نہیں ہوتی۔ اور نہ ہو سکتی ہے اس لئے کہ خدا تعالےٰ جن کو خلافت اور لوگوں کی عقلوں کی اصلاح کے لئے چنتا ہے۔ ان کو وہ عقل کے مخالف باتیں پیش کرنے والے نہیں بناتا۔ ہاں یہ دوسری بات ہے۔ کہ وہ اسرار قدس سے بھرے ہوئے حقائق بیان کریں۔ جن کو عام لوگ اپنی ناقص عقل کیوجہ سے خلاف عقل کہیں۔ تو یہ اور بات ہے۔ لیکن ان باتوں کو بھی خلاف عقل نہیں کہا جا سکتا۔ بلکہ جن کی سمجھ میں نہ آئے۔ ان کی عقل سے بالاتر کہہ سکتے ہیں۔ مولوی صاحب

کہنے لگے۔ پھر تو آپ نے اپنی عقل کو بھی بیعت کے ساتھ ہی بیچ دیا۔ اس پر میں نے یہی کہا۔ کہ ایسی عقل جسکی وجہ سے مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ صاحب اور وہ لوگ جو مرکز سے اور جماعت سے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منجیانہ عقائد سے دور پھینکے گئے۔ اور آج آپ کو بھی اسی وجہ سے ٹھوکر لگی۔ ایسی نابکار عقل کے متعلق آپ بیچنا کہتے ہیں۔ میں تو بغیر کسی قیمت پر بیچنے کے اسے یوں ہی پھینکنے کے لئے طیار ہوں۔

قرآن کریم کے بیان فرمودہ آداب ارادت

قرآن کریم میں حضرت موسےٰ اور حضرت خضر کا واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ جس میں آداب ارادت وحصول استفاضہ کے متعلق جو سبق آموزی فرمائی گئی ہے۔ عبرت کے لحاظ سے ایک بردست تازیانہ ہے۔ بیعت سے پہلے سچی طلب کے ساتھ بغرض حق جوئی سوالات کرنا منع نہیں۔ لیکن ایک شخص کو علی وجہ البصیرت کامل سمجھنے کے بعد جب بیعت کر لی جائے۔ تو پھر اعتراضات کرنا اور اپنے کامل پیشوا اور ہادی اور راہ نما کو اعتراضات کا نشانہ بنانا۔ اس کی طرف عیوب اور نقائص منسوب کرنا۔ اور اس کے کسی فعل کو قابل اعتراض ٹھہرانا تقوےٰ اور آداب ارادت کے سخت خلاف ہے۔ اور جب حضرت موسیٰ کلیم اللہ جیسا انسان بھی ھل اتبعک علی ان تعلمن مما علمت رشدا کے قول کے بعد حضرت خضر کو اپنا معلم اور مرشد تسلیم کر چکا۔ اور پھر بار بار اعتراض کرنے لگا۔ تو آخر الامر حضرت خضر جیسے معلم اسرار قدس سے ھذا فراق بینی وبینک کے عتاب آلود قول کے ساتھ جدا کر دیا گیا۔ حافظ شیرازی اسی اسراری نکتۂ پر حکمت کو اپنے کلام منظوم میں اس طرح فرماتے ہیں:۔

بمے سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید
کہ سالک بیخبر نبود ز راہ و رسم منزلہا

خلاف دیانت بیان

اسی سلسلہ میں عبارت کے آخری حصہ میں میرے بیان کے متعلق یہ کہنا۔ کہ میاں صاحب کی دو متذکرہ دلیلوں کے پرخچے اڑا دیئے۔ اس قول سے بھی یہ معلوم ہو گیا۔ کہ مولوی عمر دین نے خلیفۂ وقت کی مخالفت اور قطع تعلق سے علم صحیح اور عقل سلیم کے خلاف کس درجہ معکوس ترقی کی ہے۔ کہ سخن فہمی سے کوسوں دور ہو رہے ہیں۔ یا فریب کی راہ سے دیانت اور امانت کے خلاف ایسی چال چل رہے ہیں۔ جسکا بجز مغالطہ دہی کے اور کچھ مطلب سمجھ میں نہیں آتا۔

مغالطہ دہی کی حقیقت

میں ان کے پیشکردہ الفاظ کو جن کا انہوں نے میرے بیان کو ماخذ قرار دیا ہے۔ نقل کرتا ہوا ان کے مغالطہ کی حقیقت آشکارا کرتا ہوں۔ مولوی صاحب میرے درس کے متعلق جو اسمہٗ احمد کی آیت کی تشریح میں بیان کیا گیا۔ لکھتے ہیں۔

"ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ مولانا نے فرمایا۔ کہ یہ الفاظ ان لوگوں کے حق میں ہیں۔ جو احمدؐ رسول کے منکر ہیں اور کہتے تھے۔ کہ ھٰذا سحر مبین اور یہ کہنا۔ کہ یہ الفاظ احمدؐ رسول کے حق میں ہیں۔ بالکل غلط ہیں۔ کیونکہ اس کے بعد اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وھو یدعیٰ الی الاسلام اور اسے اسلام کی طرف بلایا ہے۔ اب ہر رسول داعی الی الاسلام ہے۔ نہ کہ مدعو الی الاسلام پس یہ الفاظ احمدؐ رسول کے منکروں کے متعلق ہیں۔ اور یہ کہنا۔ کہ وھو یدعیٰ الی الاسلام سے مراد احمد رسول ہی ہے۔ بالکل باطل ہے۔ کیونکہ اگر اس یدعیٰ الی الاسلام کو احمد رسول کے متعلق مانا جائے۔ تو اس سے پہلے جملہ کا مصداق بھی وہی احمد رسول ہوگا۔ اور وہ جملہ یہ ہے۔ ممن افتریٰ علی اللہ کذبا لہٰذا احمد رسول کو مفتری علی اللہ ماننا پڑا۔ جو صریحاً غلط ہے۔ پس آیت کریمہ کے ان الفاظ کا مصداق درحقیقت منکران احمدؐ رسول ہیں نہ کہ خود احمدؐ رسولؐ۔ ھو یدعیٰ الی الاسلام ہر رسول داعی الی الاسلام ہوتا ہے۔ اور احمد رسول بھی داعی الی الاسلام ہے۔ پس احمد رسول یدعیٰ الی الاسلام نہیں ہو سکتا۔ اور اگر کوئی اس کے خلاف کہتا ہے۔ تو وہ غلطی کرتا ہے۔ کیونکہ اس کے خلاف کہنے کے تو یہ معنے ہیں۔ کہ ہم یہ قبول کر لیں۔ کہ احمد رسول ہی مفتری علی اللہ ہے۔"

اس کے بعد تصدیق کی سرخی کے نیچے مولوی صاحب لکھتے ہیں۔ میں نے یہ دونوں دلیلیں جنکو قلمبند کرنے سے پہلے بعض احمدی احباب کو جو اہل علم ہیں سنائیں۔ تاکہ اگر غلطی ہو۔ تو کھل جائے۔ مگر الحمد للہ کہ انہوں نے میری تصدیق کی۔ اور میرا یقین ہے۔ کہ خود مولوی صاحب بھی اس بیان کو پڑھ کر تکذیب نہ کر سکیں گے۔ اور دوسرے احمدی بھی یقیناً تصدیق کریں گے"

میرا جواب

سب سے پہلے ان فقرات میں وہ الفاظ جو میری طرف منسوب کئے گئے ہیں کہ میں نے کہا۔ کہ یہ الفاظ یعنی من اظلم ممن افتریٰ علی اللہ ان لوگوں کے حق میں ہیں۔ جو احمد رسول کے منکر ہیں۔ اور کہتے تھے۔ کہ ھٰذا سحر مبین یہ کہتا ہوں کہ مولوی عمر الدین صاحب کا یہ جہالت سے لبریز فقرہ مجھ پر اتہام اور افترا ہے۔ جس کے مقابلہ میں میں لعنۃ اللہ علی الکاذبین پہلا جواب عرض کرتا ہوں۔ اس کے بعد یہ خود تراشیدہ فقرا جس کے متعلق میرا واہمہ بھی آج تک نہیں آسکا۔ کہ من افتریٰ والا فقرہ سحر مبین کہنے والوں کے حق میں ہے۔ اس کے متعلق رسالہ جامعہ احمدیہ جون ۱۹۳۰ء میں شایع ہوا۔ اس میں میرا مضمون بشارت احمدؐ کے عنوان کے نیچے کسی قدر بسط کے ساتھ شایع کیا گیا ہے۔ جو صفحہ ۴۳ سے لے کر ۵۰ صفحہ تک ہے۔ وہاں سے ملاحظہ کر لیں۔ کہ میں نے اس جگہ فقرہ من اظلم ممن افتریٰ اور وھو یدعیٰ الی الاسلام کے متعلق کیا لکھا ہے۔ بطور نمونہ میں کچھ اس مضمون سے اس جگہ نقل کر دیتا ہوں۔ تا معلوم ہو جائے۔ کہ مولوی عمر دین صاحب نے مغالطہ دہی کے لئے کیسی چال چلی ہے رسالہ جامعہ احمدیہ میں میری وہ عبارت جو میرے آج تک کے مسلمہ عقیدہ اور علمی تحقیق کا آئینہ ہے۔ حسب ذیل ہے:۔

بلینہٗ عہ ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ الکذب وھو یدعیٰ الی الاسلام واللہ لا یھدی القوم الظالمین اس آیت میں بتایا ہے۔ کہ احمد رسول جب آکر دعوےٰ کرے گا کہ میں احمدؐ رسول ہوں۔ تو اس کے دعوے کے متعلق دو ہی احتمال ہو سکتے ہیں۔ یا یہ کہ وہ مدعی اپنے دعویٰ احمد رسول میں سچا ہو یا یہ کہ وہ سچا نہ ہو۔ بلکہ مفتری اور کاذب ہو۔ پس اگر وہ مفتری اور کاذب ہے۔ تو افترا اور کذب چونکہ اسلام کی تعلیم کے خلاف ہے اس لئے وہ مفتری اور کذاب ہو کر داعی الی الاسلام نہیں ہو سکتا بلکہ یدعیٰ الی الاسلام ہونے سے اسلام کا مدعو ہو سکتا ہے۔ اور ساتھ ہی مفتری اور کذاب ہونے سے اظلم اور بہت بڑا ظالم ٹھہرتا ہے۔ اور پھر ظالم اور مفتری ہونے سے حسب وعید قد خاب من افتریٰ اور انہ لا یفلح الظالمون کامیابی حاصل نہیں کر سکتا۔ اور اگر مفتری اور کذاب نہیں بلکہ دعوے میں سچا اور خدا کی طرف سے واقعی احمدؐ رسول کی بشارت کا مصداق ہے۔ تو اس صورت میں نہ وہ اظلم ہے نہ ظالم نہ ہی یدعیٰ الی الاسلام بلکہ داعی الی الاسلام ہے۔ اور حسب وعدہ کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی اور انا لننصر رسلنا والذین اٰمنوا فی الحیٰوۃ الدنیا وہ خدا کا منصور اور مؤید اور مفلح اور کامیاب ہونے والا ہے۔ اور جو قوم اس کی مخالفت میں کھڑی ہو کر اس کی تکذیب کرنے والی ہے۔ اور اس کے بینات کو سحر مبین بتانے والی ہے۔ ایسے لوگوں کے متعلق واللہ لا یھدی القوم الظالمین فرمایا۔ کہ وہ احمدؐ رسول کے بالمقابل اس کی تکذیب اور مخالفت میں کامیاب نہیں ہو سکیں گے۔ اس لئے کہ احمدؐ رسول کی مخالفت کیوجہ سے خدا ان کا مخالف اور ان کو خائب وخاسر کرنے والا ہوگا"

اس عبارت سے ظاہر ہے۔ کہ آیا من اظلم ممن افتریٰ کے معیار صدق وکذب کو مدعی کی نسبت بیان کیا گیا ہے۔ یا منکروں کے متعلق جن کی نسبت فرمایا۔ کہ وہ احمدؐ رسول کے بینات کی نسبت سحر مبین کہنے والے ہوں گے

اس عبارت کے بعد بنیہ عدا میں دھو یدعیٰ الی الاسلام نقرہ کے متعلق یہ عبارت لکھی ہے " یدعیٰ الی الاسلام کا فقرہ جیا رمن اظلم کے ساتھ ذکر کرنا۔ احمد رسول کے ظہور کے وقت دنیا میں اسلام کے موجود ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت اسلام کہیں بھی نہ تھا۔ بلکہ اسلام کا ظہور خود آپ کی ذات والا صفات کے ذریعہ ظہور میں آیا۔ اس قرینہ اور بنیہ سے بھی احمد رسول آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں ہو سکتے۔ بلکہ حضرت مرزا صاحب ہی آپ کے مصداق ثابت ہوتے ہیں"

کوئی تضاد نہیں

اب دیکھئے جسطرح مولوی عمر الدین صاحب نے میرے بیان کو اپنے الفاظ میں افترا پردازی کی راہ سے توڑ مروڑ کر کچھ کا کچھ بنا کر پیش کر دیا۔ اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے دلائل کو اپنے مفید مطلب طریق پر خلاف منشائے قائل پیش کیا۔ وہ الفاظ جو مولوی عمر الدین صاحب نے دو دلیلوں کی صورت میں پیش کئے۔ حضرت اقدس کے اپنے الفاظ نہیں۔ بلکہ مولوی صاحب نے ان دلائل کو اپنے علم اور سمجھ کے مطابق لکھ کر پیش کیا۔ جو حضرت اقدس کے منشاء کے صریح خلاف ہے۔ اب میں حضرت اقدس کی عبارت بلفظہا انوار خلافت کے ۴۲ سے جو آیت من اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کو " تیسری دلیل احمد کی تعیین " کے عنوان کے ماتحت تحریر فرماتے ہیں۔ میں پیش کرتا ہوں۔ اس آیت میں یہ بیان کرنے کے بعد کہ جب وہ رسول آئے گا۔ تو لوگ اسے جادوگر یا جھوٹا یا رمال یا فریبی کہینگے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ الکذب وھو یدعیٰ الی الاسلام واللہ لا یھدی القوم الظلمین

پھر اس کے بعد آیت کی تشریح فرماتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ " اس آیت میں اس بات کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ کہ جو شخص خدا تعالےٰ پر افترا کرے۔ تو وہ سب سے زیادہ سزا کا مستحق ہے۔ پھر اگر یہ جھوٹا ہے۔ جیسا کہ تم بیان کرتے ہو۔ تو اسے ہلاک ہونا چاہیئے۔ نہ کہ کامیاب اللہ تعالیٰ تو ظالموں کو بھی ہدایت نہیں کرتا۔ تو جو شخص خدا تعالےٰ پر افترا کرکے ظالموں سے بھی ظالم تر بن چکا ہے۔ اس کو وہ کب ہدایت دے سکتا ہے۔ پس اس شخص کا ترقی پانا اسبات کی علامت ہے۔ کہ یہ شخص خدا تعالےٰ کی طرف سے ہے۔ اور جھوٹا نہیں۔ جیسا کہ تم بیان کرتے ہو۔"

اب میری تشریح اور حضرت اقدس کی تشریح جو آیت من اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کے متعلق ہے۔ دونوں کو ایک دوسرے کے مقابل رکھ کر غور کرو۔ کیا اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ میری تشریح حضرت اقدس کے خلاف ہے۔ یا اس کا جواب ہے ÷

ایسا ہی حضرت اقدس یدعیٰ الی الاسلام کے متعلق فرماتے ہیں۔ " دین اسلام کی طرف کوئی ایسا ہی شخص بلایا جا سکتا ہے۔ جو ایسے وقت میں آئے۔ کہ اس وقت دنیا میں کوئی مذہب اسلام نامی ہو۔ اور اس بات میں کیا شک ہے۔ کہ ایسا شخص رسول کریمؐ کے بعد ہی آسکتا ہے۔ کیونکہ آپ ہی اسلام نام مذہب دنیا کی طرف لائے تھے۔ غرض یدعیٰ الی الاسلام کی شرط ظاہر کر رہی ہے۔ کہ یہ شخص رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آئے گا۔ اور اس وقت کے مسلمان اسے کہیں گے۔ کہ میاں تو کافر کیوں بنتا ہے۔ اپنا دعوےٰ چھوڑ اور اسلام سے منہ نہ موڑ اس کے جواب میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ اگر واقعہ میں یہ جھوٹا ہے۔ اور تم سچے ہو۔ یہ کافر ہے۔ اور تم مسلم اور تم اس کو اسلام کیطرف بلاتے ہو۔ اور یہ کفر کیطرف جاتا ہے۔ اور خدا پر جھوٹ باندھتا ہے۔ تو اس سے زیادہ ظالم کون ہو سکتا ہے اس کو تو ہلاک ہونا چاہیئے۔ کیونکہ خدا تو ظالموں کو بھی ہدایت نہیں کرتا۔ اور یہ اظلم ہے۔ پس چونکہ یہ ہلاک نہیں ہوتا۔ بلکہ ہر میدان میں ہدایت پاتا ہے۔ اس لئے یہ جھوٹا کیونکر ہو سکتا ہے۔ اور کیونکر ممکن ہے۔ کہ تم اسلام پر ہو کر پھر ذلیل ہوتے ہو غرض اس آیت میں دشمنان احمدؐ رسول پر ایک زبردست حجت قائم کی گئی ہے " ÷

اب حضرت اقدس کی اس عبارت کو پڑھ کر کون ایسا شخص ہے۔ جو کچھ بھی عقل اور علم سے کام لینے والا ہو۔ اور میری عبارت کو اس عبارت کی تردید میں یا اس کے خلاف قرار دے۔ حضرت اقدس فقرہ من اظلم ممن افتریٰ علی اللہ اور فقرہ یدعیٰ الی الاسلام کو احمد رسول کی صداقت پرکھنے کے لئے بطور معیار اور حجت قویہ کے پیش فرما رہے ہیں۔ اور انہی معنوں میں میں نے اپنی تشریح پیش کی ہے۔ جیسا کہ عبارت مذکورہ بالا میں بلفظ نقل کر دی گئی

دہلی میں اسمہ احمدؐ کی تفسیر کرتے ہوئے ایک بات میں نے یہ بھی بیان کی تھی۔ کہ من اظلم ممن افتریٰ علی اللہ الکذب وھو یدعیٰ الی الاسلام واللہ لا یھدی القوم الظالمین کی آیت جو احمد رسول کی صداقت پرکھنے کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے پیشکردہ معیار ہے۔ اس میں بتایا ہے۔ کہ منکرین اور مکذبین کا احمدؐ رسول کے دعوے کی نسبت یہ کہنا۔ کہ ھذا سحر مبین یعنے یہ دھوکا اور فریب ہے۔ اس کی تردید میں بطور معیار کے آیت من اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کو پیش کیا ہے جسکا یہ مطلب ہے۔ کہ اگر منکرین اور مکذبین کے قول کے مطابق مدعی دعوے احمدؐ رسول مفتری اور کاذب ہے۔ تو چونکہ افترا کرنا اور ظلم کرنا اسلام کی تعلیم کے خلاف ہے۔ اس لئے یہ افترا اور ظلم اہل اسلام کا فعل نہیں ہو سکتا۔ چہ جائیکہ ایسا فعل احمد رسول کی طرف مبعوث کیا جائے۔ پس مفتری اور ظالم شخص مسلمانوں میں سے نہیں۔ بلکہ ظالم لوگوں سے ہوگا۔ اور داعی نہیں۔ بلکہ مدعو الی الاسلام ہوگا۔ تو اس کے لئے وعید ہے واللہ لا یھدی القوم الظالمین۔ کہ وہ کامیاب نہیں ہو سکے گا۔ اور سچا احمدؐ رسول جو نہ مفتری ہے۔ نہ ظالم نہ مدعو الی الاسلام بلکہ داعی الی الاسلام ہے۔ وہ بوجہ اپنی صداقت کے ظالموں کے وعید سے محفوظ رہکر انا لننصر رسلنا کے وعدہ کے مطابق خدا تعالےٰ کا مؤید اور منصور ہوگا۔ جیسا کہ اس معیار کے رو سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو کہ احمدؐ رسول کی پیشگوئی کے مصداق ہیں۔ خدا تعالےٰ کے فضل سے مفتریوں اور ظالموں کے وعید سے محفوظ رہنے سے اور خدا کے سچے رسولوں کی طرح مؤید اور منصور ہونے سے سچے احمد رسول ثابت ہوئے۔ میرا اس پہلو کے لحاظ سے بیان کرنا بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے بیان کے منافی نہ تھا۔ اس لئے کہ دونوں بیان بطور معیار کے صداقت اور تصدیق کے ایک ہی نکتہ پر جمع ہیں۔ اب اس بیان کے رو سے بھی یہ نہیں سمجھا جاتا۔ کہ احمد رسول کے منکرین ہی من اظلم ممن افتریٰ علی اللہ اور یدعیٰ الی الاسلام کے معیار کے مصداق ہیں۔ بلکہ اس معیار میں مدعی صادق اور مدعی کاذب کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ نہ کہ مدعی صادق کے منکرین اور مکذبین کو ÷

مولوی عمر الدین صاحب کا جماعت احمدیہ سے اخراج

مولوی عمر الدین صاحب نے میرے اس منقولہ فقرہ کے جواب میں کہ " مولوی صاحب بلحاظ واقفیت یا علم آپ ہمارے سمجھانے کے محتاج نہیں ہیں۔ ہم آپکے لئے دعا ہی کرتے ہیں۔ کیونکہ ہمارے خیال میں آپکے کسی گناہ کی کشاکش ہے کہ آپ اپنے ظالم رشتہ داروں سے علیحدہ نہ ہو سکے۔ ورنہ چاہیئے تھا۔ آپ قربانی کرتے لکھا ہے۔ " میرا جواب صاف ہے۔ کہ اگر میں اپنے رشتہ داروں کو ظالم جانتا۔ تو ضرور الگ ہو جاتا۔ مگر میرے خیال میں تو ان لوگوں نے نہایت نیک نیتی سے اپنے دلکو صاف کرنے کیلئے قسم مؤکد بعذاب یا مباہلہ کا مطالبہ کیا تھا جسے خود میاں صاحب نے یہ لکھ کر پیچھا چھڑا لیا۔ کہ مباہلہ جائز ہی نہیں اگر ایسے امور میں مباہلہ جائز ہوتا۔ تو میں ضرور مباہلہ کر لیتا " پھر لکھتے ہیں۔ " رہا قربانی کا مطالبہ سو قربانی اس کا نام نہیں۔ کہ ناحق اپنے رشتہ داروں سے قطع تعلق کر لیا جائے۔ بلکہ قربانی یہ ہے۔ کہ میں نے تمام جماعت اور اس انسان کی جسے میں مصلح الموعود مانتا تھا۔ حق کے مقابل پر پرواہ نہ کی۔ بلکہ تمام کے مقابل حق کہتا رہا " مولوی عمر الدین صاحب کی منقولہ عبارت سے ظاہر ہے۔ کہ وہ بزعم خود اپنے تئیں کس شان کا حق اور راست پسند انسان سمجھتے ہیں لیکن سوال یہ ہے۔ ان کا جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی وحی کے حق ہونے پر ایمان تھا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ وحی جس میں آپکی اولاد موعودہ کو یقینی طور پر بہشتی قرار دیا گیا۔ اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے حق میں محمود اور فضل عمر کی شان کا اظہار کیا گیا۔ پھر اسی

تحقیق الادیان

بانی آریہ سماج کے متناقض اقوال

دیانندجی کا قائم کردہ اصل

دیانندجی نے قرآن مجید کی آیات میں اپنے قصور فہم کی وجہ سے اختلاف سمجھتے ہوئے "ستیارتھ پرکاش" میں ایک جگہ لکھا ہے۔ "کہیں تو قرآن میں لکھا ہے کہ اونچی آواز سے اپنے پروردگار کو پکارو۔ اور کہیں لکھا ہے کہ دھیمی آواز سے خدا کو یاد کرو۔ اب کہئے کونسی بات سچی اور کونسی بات جھوٹی ہے۔ ایک دوسرے کے متضاد باتیں پاگلوں کی بکواس کی مانند ہوتی ہیں۔" قطع نظر اس سے کہ اعتراض کرنے کا لب و لہجہ کس قدر ناپسندیدہ اور دور از شرافت ہے جس بات کو اختلاف قرار دیا گیا ہے وہ محض ناواقفیت کا نتیجہ ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ کو یاد کرنے کی دونوں صورتیں اسلام میں جائز ہیں یعنی کبھی تو اللہ تعالےٰ کا ذکر بلند آواز سے کیا جاتا ہے تاکہ دوسرے لوگ بھی اس کی تقلید کریں اور ان کے دلوں میں بھی اللہ تعالےٰ کی محبت جوش زن ہو اور کبھی دھیمی آواز یعنی تضرع اور ابتہال سے انسان ذکر الٰہی کرتا ہے تا اس کے اپنے دل کو پاکیزگی حاصل ہو اور وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جذب کر سکے۔ غرض ان دونوں باتوں میں کوئی اختلاف نہیں۔ لیکن یہ واقعہ ہے کہ دیانندجی کے اقوال میں بے شمار ایسی باتیں پائی جاتی ہیں۔ جو ایک دوسری کے بالکل خلاف ہیں۔ اور اس طرح وہ اپنے مذکورہ بالا الفاظ کے خود ہی مصداق ثابت ہوتے ہیں۔ ذیل میں اس قسم کے چند حوالجات پیش کئے جاتے ہیں

پہلا اختلاف

ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۵۳ پر پرمیشور کے متعلق دیانندجی لکھتے ہیں "پرمیشور کو تینوں زمانوں کا جاننے والا کہنا جہالت کا کام ہے"۔ مگر اس کے بالکل خلاف اردو رگوید آدی بھاشیہ بھومکا صفحہ ۱۵ پر لکھتے ہیں۔ "ایشور تری کال درش یعنی تینوں زمانوں کا حال جاننے والا ہے"۔

دوسرا اختلاف

ستیارتھ پرکاش صفحہ ۵۷۹ پر لکھتے ہیں خدا کو "کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ جب اس کی کرسی ہے تو وہ محدود الامکان ہوا اور جو محدود الامکان ہے وہ خدا نہیں کہلاتا کیونکہ خدا تو دیاپک یعنی محیط کل ہے"۔

مگر ایک دوسرے مقام پر عیسائیوں پر اعتراض کرتے ہوئے اس امر کو تسلیم کر لیتے ہیں کہ خدا جگہ کا محتاج ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔ "خدا۔ جہان کی علت مادی (پرکرتی) جیو (ارواح) کہاں رہتے تھے۔ بغیر مقام کے کوئی شے ٹھہر نہیں سکتی۔ اس لئے تمہاری بائیبل کا قول معقول نہیں" صفحہ ۵۱۵۔ اس جگہ دیانندجی جس طرح پرکرتی اور جیو کو مقام کا محتاج قرار دیتے ہیں اسی طرح خدا تعالےٰ کو بھی جگہ کا محتاج سمجھتے ہیں اور یہ ان کا پہلے قول سے صریح تضاد ہے

تیسرا اختلاف

"ستیارتھ پرکاش" میں ایک اور جگہ سوال و جواب کے طور پر ذیل کی سطور لکھی ہیں۔

سوال۔ ازلی کس کو کہتے ہیں اور کتنی اشیاء ازلی ہیں؟

جواب۔ ایشور جیو اور کائنات کی علت مادی (پرکرتی) یہ تینوں چیزیں ازلی ہیں"۔ (صفحہ ۲۴۰)

مگر ناظرین یہ پڑھ کر متعجب ہونگے کہ اسی کتاب میں دوسری جگہ پانچ چیزوں کو ازلی قرار دیا گیا ہے۔ لکھتے ہیں۔ "پیدائش عالم سے پیشتر پرمیشور پرکرتی کال (زمانہ) اور اکاش اور نیز جیو جو ازلی ہیں موجود ہوتے ہیں۔ (صفحہ ۲۴۸)

چوتھا اختلاف

پھر لکھا ہے۔

سوال۔ ایشور میں خواہش ہے یا نہیں

جواب۔ ویسی خواہش نہیں کیونکہ خواہش بھی غیر میسر اچھی چیز کی اور جس کے ملنے سے کسی قسم کا سکھ ہو اس کی ہوتی ہے"۔ (صفحہ ۲۳۲) مطلب یہ کہ ایشور میں خواہش نہیں لیکن اس کے مقابل میں صفحہ ۲۳ پر لکھتے ہیں "جس طرح باپ اپنی اولاد پر ہمیشہ مہربان ہو کر ان کی بہتری چاہتا ہے اسی طرح پرمیشور بھی سب جیووں کی بہتری چاہتا ہے"۔ مخلوقات کی بہتری چاہنا پرمیشور کی خواہش پر دلالت کرتا ہے۔ ان دونوں حوالوں کا تناقض بالکل ظاہر ہے۔

پانچواں اختلاف

ستیارتھ پرکاش میں دیانندجی نے اس سوال کو بھی حل کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہ آیا ایشور متحرک ہے یا غیر متحرک آپ کا اعتقاد ستیارتھ پرکاش کی تصنیف کے وقت یہی معلوم ہوتا ہے کہ ایشور غیر متحرک ہے۔ چنانچہ صفحہ ۲۳ پر لکھتے ہیں۔ "آکاش نہ باہر آتا ہے نہ اندر جاتا ہے اسی طرح پرمیشور کے بے انتہا اور موجود کل ہونے کی وجہ سے اس کا آنا جانا کبھی ثابت نہیں ہو سکتا۔"

مگر رگوید آدی بھاشیہ بھومکا اردو صفحہ ۱۹ پر لکھتے ہیں "اے پرمیشور۔ جس جس مقام سے آپ دنیا کے بنانے اور پالنے کے لئے حرکت کریں اس اس مقام سے ہمارا خوف دور ہو"

چھٹا اختلاف

آرین معتقدات میں سے ایک اہم عقیدہ مکتی کے متعلق یہ ہے کہ وہ محدود ہے۔ اس کے ثبوت میں کہا جاتا ہے۔ کہ انسانی اعمال محدود ہیں۔ دیانندجی نے بھی ستیارتھ پرکاش میں اس امر کو بایں الفاظ بیان کیا ہے۔

"یہ بات کبھی نہیں ہو سکتی کیونکہ اول تو جیو کی طاقت جسم وغیرہ سامان و ذرائع محدود ہیں پھر اس کا نتیجہ لاانتہا کیسے ہو سکتا ہے۔ نیز لاانتہا آنند بھوگنے کی بے حد طاقت عمل اور ذریعہ جیووں میں نہیں اس لئے وہ لاانتہا سکھ نہیں بھوگ سکتے جن کے وسیلے عارضی ہیں ان کا نتیجہ کبھی دائمی نہیں ہو سکتا" (صفحہ ۲۷۵)

اس جگہ مکتی کو محدود قرار دیا گیا ہے۔ اور اس امر کو بظاہر دلائل سے بھی ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ مگر یہ دلائل بالکل ہیچ ہو جاتے ہیں جب ہمیں دیانندجی کی اپنی لکھی ہوئی یہ سطور نظر آتی ہیں کہ

"جہاں عالم لوگ ہمت کوشش کر کے جس مقام کو حاصل کر کے ہمیشہ راحت میں رہتے ہیں اسی کو نجات کہتے ہیں کیونکہ (مقام نجات) سے علیحدہ ہو کر دنیا کے دکھوں میں کبھی نہیں گرتے" (بھاشیہ بھومکا ہندی صفحہ ۱۳۲)

اسی طرح لکھتے ہیں۔

"مکت کا رکھا بھی یہی مطلب ہے کہ جو پرمیشور کی لاانتہا روشنی میں نجات کو حاصل ہوئے ہیں وے پرمیشور ہی کی روشنی میں ہمیشہ رہتے ہیں ان کو اندھیرا نہیں ہوتا"۔ (ستیارتھ صفحہ ۱۳۲)

ان ہر دو حوالوں میں "ہمیشہ راحت میں رہتے ہیں"۔ اور "وے پرمیشور ہی کی روشنی میں ہمیشہ رہتے ہیں"۔ کے الفاظ اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ مکتی غیر محدود ہے اگر محدود ہو تو "ہمیشہ" کا لفظ اس پر اطلاق پا نہیں سکتا۔

ساتواں اختلاف

پھر ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۴۶ پر یہ اصل بیان کیا گیا ہے کہ "جو قدرتی اصول ہیں مثلاً آگ گرم۔ پانی ٹھنڈا اور مٹی وغیرہ تمام غیر ذی شعور ہیں ان کی طبعی صفت کو پرمیشور بھی نہیں پلٹ سکتا"۔ مگر اپدیش منجری اردو صفحہ ۸۶ پر لکھتے ہیں۔ "یگش نے آگ کے آگے تنکا ڈالا اور آگ سے کہا کہ اس تنکے کو جلا دے آگ سے وہ تنکا نہ جل سکا۔ پھر ہوا سے کہا کہ تو اس تنکے کو اڑا لے جا۔ تو وہ بھی تنکے کو نہ اڑا سکی۔"

گویا پرمیشور کے آگے قدرتی اصول بھی بدل گئے۔ آگ جلا سکتی ہے مگر اس نے نہ جلایا ہوا تنکے کو اڑا سکتی تھی مگر اس نے نہ اڑایا۔

اختلافات کی یہ فہرست اگرچہ بہت طویل ہے مگر سر دست انہی

قادیان کے جلسہ سالانہ کا نقشہ

جناب مولوی غلام احمد صاحب اختر ساکن اوچ نے اپنی یہ نظم جلسہ سالانہ کے موقعہ پر پڑھ کر سنائی ۔ (ایڈیٹر)

آج پھر نجد میں قیسوں کا جھمیلا دیکھا
کوہِ البرز پہ فرہادوں کا میلا دیکھا

دامنِ طور میں موساؤں کو پھیلا دیکھا
مصر کدہ میں زلیخاؤں کا غوغا دیکھا

نقدِ جاں ہاتھ میں لے کر سرِ بازار ہیں سب
یوسفِ مصرِ خلافت کے طلبگار ہیں سب

طور پر پہنچے جو سردی سے ٹھٹھر کر موسیٰ
آگ مطلوب تھی دیکھا تھا شجر پر شعلہ

یاں بشر میں ہے عیاں نورِ خدا کا جلوہ
نار اور نور میں ہے نخل و بشر کا عرصہ

طور پر جسم کی گرمی کا تھا ساماں مشکل
یاں ہے دل گرمی سے اب قربِ نوافل حاصل

جب جوارح سے نہیں شانِ ملائک برتر
کہ وہ کرتے ہیں جو احکام ہوں صادر ان پر

علم سے تھا دلِ انساں میں خلافت کا اثر
ہوا مسجودِ ملائک یہ بحکمِ داور

سجدہ اس کا تو ملائک پہ ہوا اکبر فرض
بے سخن طاعتِ معروف ہوئی ہم پر فرض

قلبِ انسان کے نائب جو ہوئے دست و زباں
قول و فعل ان کا اسی کا ہی ہے بے ریب و گماں

لفظ بھی معنے کا مشہد ہے باندازِ بیاں
یوں خلیفہ میں بھی مستخلف بر حق ہے عیاں

آستیں یہ ہے عمل دستِ خدا کرتا ہے
جو خلیفہ کرے بے ریب بجا کرتا ہے

آستیں تک ہی جو پہنچی نظرِ ظاہر بیں
بے بصیرت نے کہا اس کی ہے نشأت من طین

سرِ قدرت سے جو محروم تھا شیطانِ لعیں
جہل سے رکھ نہ سکا ہائے وہ سجدہ میں جبیں

دستِ قدرت کا تماشا ہے یہ جلسہ کی بہار
پر خلیفہ کے طفیل اس کا ہوا ہے اظہار

ظاہر الحمد سے قرآں میں ہے نامِ محمود
واہ کیا مطلعِ انوار ہے بامِ محمود

دل گزیں تحفۂ احرار کلامِ محمود
ہے عجب مخزنِ اسرار مقامِ محمود

پہلی قدرت سے ہوا قصرِ نبوت آباد
قدرتِ ثانیہ سے صدرِ خلافت ہے مراد

برگ و بار و ثمر و گل میں ہے صانع کا ظہور
باغباں کے بھی مساعی ہیں نہایت مشکور

نور تھا نخلِ خلافت میں ہویدا سرِ طور
آنکھیں دو اور نگاہ ایک ہے سرِّ مستور

دوئیتیں آہ ہے کیا ظاہر و مظہر یہ نگاہ
سجدہ معبود کا جائز نہیں پر قبلہ کی راہ

قادیاں بارشِ افضالِ الٰہی کا ہے طاس
کیجئے اس جلسہ کو برسات کی موسم پہ قیاس

فیض ہر ایک کو ملتا ہے بقدرِ احساس
تا بجھے تشنہ لبوں کی اسی کوثر سے پیاس

دورِ صہبا چلے گو پیاسوں کا مقسوم نہ ہو
خضر ہو یا ہو سکندر کوئی محروم نہ ہو

قادیاں قاتلِ ادیاں کا ہے اعجاز الحق
جمیع قادی ہے جو قدوۃ سے ہوا ہے مشتق

قادیاں کدعہ ہے مہدی سے ہے جس کی رونق
قدس و کعبہ ہیں یہاں معنی میں باہم ملحق

ہوا دجال یہاں قتل یہاں ٹوٹی صلیب
ہوا اسلام کو دینوں پہ یہاں غلبہ نصیب

کہا ملاؔ نے خدا کی صفت انذار نہیں
بعد ازیں آنا نبی کا ہمیں درکار نہیں

میں نے دھتکارا کہ یہ قول سزاوار نہیں
کہ معطل رہے اللہ کی سرکار نہیں

جب تک اس دنیا میں انسانوں کی صورت ہوگی
بہرِ اصلاح نبیوں کی ضرورت ہوگی

نورِ خورشید معطل نہیں ہوتا ہر حال
اس کی مشہد ہیں بہت بدر و قمر اور ہلال

ہے زمانہ کے تقاضا سے رہِ نقص و کمال
ہے مظاہر میں عیاں بعد غروب اس کا جمال

قطب ابدال سدا بنتے رہے مشعلِ نور
بدرِ کامل میں ہوا آج محمد کا ظہور

ملا ابلیس کے مذہب کو روا کہتے ہیں
ردّ و انکار کو راہِ عقلا کہتے ہیں

مومنوں کو بھی یہ احمق سفہا کہتے ہیں
متنِ قرآں کو نہ معلوم یہ کیا کہتے ہیں

ان کی دانش میں ابوجہل بڑا عاقل تھا
کہ وہ انکارِ نبوت میں سدا شاغل تھا

علم کا تمغہ سمجھتے ہیں یہ ردّ و انکار
ان کے نزدیک براہین و دلائل بیکار

علم کا چاہیئے تقوے پہ ہو بنیاد یہ ملا
علمِ شیطان کی وسعت پہ ہے انکو اصرار

علم یہ ہے تو مبارک علما کو یہ علوم
کوئی بدلا نہیں سکتا ہے کسی کا مقسوم

کرتا مسدود درِ وحی ہے ان پر قرآن
ان کے نزدیک یہ ہے شرعِ مکمل کا نشان

دینِ کامل کا یہ ہے رازِ نہاں ان پہ عیاں
خیرِ امت کی ہیں قسمت میں علومِ شیطاں

کر دیا ہے انہیں شیطان نے ایسا مبہوت
ان کے نزدیک نبوت ہے ضلالت کا ثبوت

چھائی ہر سو ہے مسلمانوں پہ نکبت کی گھٹا
ہے ضرورت کہ ہو ظلمت میں کوئی راہ نما

باپ دادوں سے یہ عیب انکو ہے ورثہ میں ملا
کہ پسند ان کو نہیں آتا جسے بھیجے خدا

گمرہی پر انہیں انکار کی آندھی ہے پسند
یا نحوست کے سبب فتنہ گاندھی ہے پسند

اتباعِ رسل ایمان کا مقصد ہے صمیم
تا اطاعت سے ملے مرتبہ خلقِ عظیم

اہلِ دل کرتے ہیں سامانِ ادب کی تقدیم
تا ہو وا در کہ موے سے درِ فضلِ عمیم

یہ کہاں اور کہاں مخمصۂ ردّ و قبول
پھر کہاں نکبتِ تکذیب بہ توہینِ رسول

حسن وہ جس سے ہر اک اہلِ خرد ہو مدہوش
زشتِ احساں سے حسینوں کے چلیں دوش بدوش

شفقت وہ کہ جہاں زیرِ حصارِ آغوش
تربیت ایسی کہ اقطابِ زماں ہوں مے نوش

قادیاں میں یہ نظارے تو نے اختر دیکھے
جو نہ مانے تو خدا را وہ خود آکر دیکھے

نظارتوں کے اعلانات

تمام جماعتیں اپنا بجٹ پورا کریں

بابو سردار علی صاحب احمدی بکنگ کلرک میانوالی ایک مخلص اور سلسلہ کی ہر ایک تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے نوجوان ہیں۔ چندہ جلسہ سالانہ میں بھی انہوں نے بجائے ۲۰ فیصدی پچاس فیصدی دیا تھا۔ اسی طرح چندہ خاص میں بھی اپنی حیثیت سے بڑھ کر چندہ دیا تھا۔

جلسہ سالانہ پر جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے انجمن کی مالی حالت پر تبصرہ فرماتے ہوئے۔ انجمن کو ۱۵۰ ہزار کا مقروض بتلایا۔ تو ان کے دل پر اس کا خاص اثر ہوا۔ انہوں نے جماعت کے مخلصین کے متعلق توقع ظاہر کی ہے۔ کہ اگر احباب توجہ کریں۔ تو ایک ماہ میں یہ قرض اتر سکتا ہے اپنی طرف سے انہوں نے ماہواری چندہ کے علاوہ ۰۰۰ کی رقم اس قرض میں ادا فرمائی ہے۔

احباب بابو سردار علی صاحب کی اس تحریک سے قرض کے متعلق کوئی نئی تحریک نہ تصور فرمائیں۔ ان کی یہ رقم جو اخلاص کے ماتحت انہوں نے دی ہے۔ شکریہ کے ساتھ قبول کی گئی ہے لیکن میری طرف سے یہی درخواست ہے۔ کہ تمام جماعت اگر اپنی ذمہ واری کو سمجھتے ہوئے اپنا چندہ باشرح ادا کرے۔ اور کوئی شخص چندہ کی ادائیگی سے مستثنیٰ نہ رہے۔ نیز تمام جماعتوں کے عہدہ دار۔ اپنے اپنے بجٹ پورا کرنے کی کوشش فرمادیں جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے جلسہ سالانہ پر بجٹ پورا کرنے کے لئے ارشاد فرمایا تھا۔ تو مالی مشکلات دور ہو سکتی ہیں۔ حضور نے فرمایا تھا۔

"میں جانتا ہوں کہ جماعت کے لئے بھی مجبوری ہے۔ کیونکہ بجٹ تو اتنے ہی رکھے گئے جتنے پہلے ہوتے تھے۔ مگر گورنمنٹ نے ملازموں کی تنخواہیں کم کر دیں۔ اس کا اثر چندہ کی کمی پر پڑنا لازمی تھا۔ اسی طرح زمینداروں نے جب غلہ بیچا اس وقت سستا تھا۔ جب مہنگا ہوا۔ تو بنیوں کے گھر جا چکا تھا۔ اس طرح فائدہ بنیوں نے اٹھایا۔ مگر وہ مومن ہی کیا ہے۔ جو مشکلات سے گھبرا جائے۔ اور انہیں دور کرنے میں پوری طاقت نہ صرف کر دے"۔

امید ہے۔ حضور کی اس توقع کو احباب عہدہ داران۔ اور نمائندگان مجلس شوریٰ پورا کر کے ثابت کر دیں گے۔ کہ احمدی جماعت کا قدم مشکلات میں پیچھے نہیں ہٹتا۔ بلکہ آگے ہی بڑھتا ہے۔ (ناظر بیت المال قادیان)

انتقال اراضی کے متعلق مجلس مشاورہ کی تجویز

اور

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا فیصلہ

اس تجویز کے متعلق سب کمیٹی نے حسب ذیل رپورٹ کی تھی انتقال اراضی کے متعلق جو تجویز ایجنڈا میں درج ہے اس پر سب کمیٹی نے غور کرنے کے بعد یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ اس کام کے لئے جماعت کوئی مزید اخراجات نہ اٹھائے۔ بلکہ مرکز سے جو مبلغ اور دیگر ذمہ وار افسر وقتاً فوقتاً باہر جاتے ہیں ان کے ذریعہ مقامی جماعتوں کو انتقال اراضی کے لئے ترغیب دلائی جائے۔ اور تجربتاً مثلاً ایک یا دو۔ ایسے اضلاع کو چن لیا جائے۔ جہاں تمام تر توجہ کے ساتھ انتقال اراضی کے فوائد کو دیکھا جائے۔

اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا۔ یہ قانون نہیں۔ بلکہ امور عامہ کی طرف سے سفارش ہے۔ جو دوست اس سفارش کی تائید کرتے ہوں۔ اور سمجھتے ہوں۔ کہ جماعت کے زمیندار لوگوں میں ایسی روح پیدا کرنی چاہیئے۔ کہ زمین اکٹھی کر کے اس طرح کام کریں گے کہ دور دور کھیت ہونے کی وجہ سے جو وقت ضائع ہوتا ہے۔ وہ بچ جائے۔ وہ کھڑے ہو جائیں۔ اس پر بکثرت نمائندگان کھڑے ہو گئے۔ ۰

حضور نے اس پر یہ فیصلہ فرمایا "میری غرض احباب کو کھڑا کرنے سے یہ تھی۔ کہ زمیندار اصحاب اپنے اپنے گاؤں میں جا کر یہ کام کرائیں اگلے سال ہم دیکھیں گے کہ اس وعدہ کو جو انہوں نے کھڑے ہو کر کیا ہے۔ کس قدر پورا کیا ہے۔ اگر ایسی جگہ جہاں احمدیوں کی آبادی زیادہ یا ساری آبادی احمدیوں کی ہے۔ اس تجویز پر عمل نہ کیا گیا۔ تو سمجھیں گے۔ کہ اس وعدہ کو پورا نہ کیا گیا۔ ایسے گاؤں کے احمدیوں کو چاہیئے۔ کہ حکام سے درخواست کر کے انتقال اراضی کرائیں۔ لیکن جہاں احمدیوں کی آبادی دوسروں کی نسبت کم ہے۔ وہاں دوسروں میں اس کی تحریک کریں امور عامہ کے سپرد یہ کام کیا جاتا ہے کہ وہ اس تحریک کو کرتا رہے۔ اور دیکھتا رہے۔ کہ کہاں تک اس پر عمل ہوتا ہے"۔

میں چونکہ کثرت سے باہر دوروں پر رہا ہوں۔ اس لئے اس تجویز کو جس طرح کوشش سے عملی جامہ پہنانا چاہیئے تھا نہیں پہنایا گیا۔ اب انشاءاللہ کوشش کی جائیگی۔ احباب کو اس تحریک کے

تنظیم نظارت امور عامہ

صوبہ پنجاب

جالندھر۔ رپورٹ مبلغ علاقہ سے معلوم ہوا۔ کہ ضلع جالندھر کے لئے میاں عطاء اللہ صاحب وکیل نواں شہر مہتمم امور عامہ منتخب ہوئے۔

ہوشیارپور۔ رپورٹ مبلغ علاقہ سے معلوم ہوا۔ کہ ضلع ہوشیارپور کے لئے مولوی عبدالمنان صاحب کالا گروھی مہتمم امور عامہ منتخب ہوئے۔

صوبہ سرحد

بنوں۔ ملک عزیز احمد صاحب پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ بنوں اطلاع دیتے ہیں۔ کہ جماعت احمدیہ بنوں کا ایک غیر معمولی اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں جناب بابو احمد اللہ صاحب ضلع بنوں کے لئے مہتمم امور عامہ منتخب ہوئے۔

ضلع ملتان

مکرمی شیخ محمد حسین صاحب جنرل سکرٹری انجمن احمدیہ ملتان اطلاع دیتے ہیں کہ جماعت ملتان نے کثرت رائے سے شیخ فضل الرحمن صاحب اختر (گوجر کھڈہ ملتان) کو ضلع ملتان کے لئے مہتمم امور عامہ منتخب کیا۔

یہ سب انتخاب منظور کئے جاتے ہیں۔ احباب کو چاہیئے۔ کہ عملاً کام شروع کر دیں۔ اور کام کی ماہوار رپورٹ بھجوانے کا خیال رکھا جائے۔ مہتمم صاحب امور عامہ کے حسب ذیل فرائض ہونگے۔

(۱) اپنے ضلع کی ماتحت انجمنوں میں سکرٹریان امور عامہ کا انتخاب کرانا اور ان کے نام دستے برائے منظوری نظارت امور عامہ میں بھجوانا۔ (۲) رشتوں۔ ناطوں کا بندوبست کرانا (۳) بیکاروں کے لئے روزگار تلاش کرنا اور کسی فرد جماعت کو بیکار نہ رہنے دینا۔ (۴) آپس میں جو تنازعات پیدا ہوں ان کو عمدگی سے سلجھانا۔ (۵) قضاء کے فیصلہ جات کی تعمیل کرانا (۶) غرباء۔ مساکین۔ یتامیٰ۔ بیوگان کی بروقت مدد کرنا۔ (۷) اپنے اپنے ضلع کے افسروں سے مل کر اپنی جماعت کے حقوق حاصل کرنا (۸) جماعت کی اقتصادی حالت کو ترقی دینے کی کوشش کرنا (۹) جماعت میں تجارتی ترقی کی روح پیدا کرنا۔ (۱۰) احمدیہ کور کی تحریک (عباد اللہ) کو عمدگی سے چلانا (۱۱) منکرین سلسلہ کی شرارتوں کا احسن طریقوں سے انسداد کرنا۔

دیگر اضلاع کی مرکزی انجمنوں کو بھی چاہیئے۔ کہ جلد سے جلد اپنے ضلع کے لئے کسی موزوں آدمی کو مہتمم امور عامہ کے

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

مہاراجہ الور کے متعلق "نیشنل کال" کا بیان ہے کہ مہاراجہ الور اور حکومت انگریزی کے درمیان حالات نے نازک صورت اختیار کر لی ہے۔ حکومت ہند کا مشورہ ہے۔ کہ مہاراجہ ایک سال کے لئے یورپ چلے جائیں۔ اور تمام معاملات حکومت کسی حکومت انگریزی کے تجویز کردہ وزیراعظم کے سپرد کردیں۔ لیکن وہ ان دونوں تجاویز کو ماننے کے لئے تیار نہیں ان کے اور انگریز ریونیو منسٹر کے درمیان اختلافات کی وسیع خلیج حائل ہو گئی ہے۔ جس سے توقع کی جاتی ہے کہ غالباً آپ کو گدی سے دست بردار ہونا پڑیگا۔ چند روز میں خاص حالات رونما ہونے کی توقع ہے۔

کانگریس کے آئندہ اجلاس کو روک دینے کے سوال پر سرکاری حلقوں میں غور و خوض ہو رہا ہے۔ کیونکہ شبہ ہے کہ اس اجلاس میں کہیں سول نافرمانی کو تقویت پہونچانے کا فیصلہ نہ کیا جائے۔

میانوالی سے اطلاع ملی ہے کہ اس علاقہ کے مشہور ڈاکو سعیداللہ اور پولیس کے درمیان زبردست مقابلہ ہوا۔ ۲۵ جنوری کو یہ ڈاکو سپرنٹنڈنٹ پولیس کے کیمپ سے تین بندوقیں ایک ریوالور اور پانسو کارتوس زبردستی لے گیا تھا۔ ۱۵ فروری کو پولیس نے اسے گھیر لیا۔ ایک گھنٹہ تک دونوں طرف سے فائر ہوتے رہے۔ آخرکار ڈاکو مارا گیا

آئرلینڈ میں ریلوے ہڑتال بہت زوروں پر ہے۔ ۱۲ فروری کی خبر ہے کہ ڈون گال اور بلفاسٹ کے ریلوے پل ڈائنامیٹ کے ذریعہ اُڑا دئے گئے۔

جرمنی میں گیس پھٹ جانے سے جو اندوہناک حادثہ ہوا اس کی خبر گذشتہ پرچہ میں دی جا چکی ہے۔ اس سے جو اموات ہوئیں۔ ان کا ماتم کرنے کے لئے تمام ملک میں ۱۲ فروری کو "یوم ماتم" منانے کا اعلان حکومت نے کیا ہے مصیبت زدگان کی امداد کے لئے صدر جمہوریت نے ایک لاکھ مارک جمع کئے ہیں۔ سار کمیشن نے پانچ لاکھ مارک اس فنڈ میں دئیے ہیں۔

دہلی کے مشہور شاعر اور ادیب سید ناصر نذیر فراق یادگار حضرت میر درد ۱۶ شوال کو بعارضہ فالج انتقال کر گئے۔

ڈاکٹر امبیدکار نے ذات پات کو اڑا کر اچھوتوں کو مساوی حقوق دینے کا جو مطالبہ گاندھی جی سے کیا تھا۔ اس کے جواب میں آپ نے ایک بیان شائع کیا ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ کہ ورن آشرم دھرم ہندو ازم کا جزو لاینفک ہے۔ یہ امتیاز ہمیشہ قائم رہیگا۔ اور اس میں تبدیلی کا کوئی امکان نہیں۔

مہاراجہ رنجیت سنگھ کی سمادھ واقع لاہور میں چند روز ہوئے جو حادثہ بم ہوا تھا۔ اس کے متعلق حکومت کو معلوم ہو گیا ہے کہ پنجاب میں ڈاکے ڈالنے کے لئے کوئی منظم گروہ قائم ہے۔ اس کی تلاش اور گرفتاری کے لئے حکومت نے ایک نیا محکمہ قائم کیا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ اس سلسلہ میں تین آدمی گرفتار بھی ہو چکے ہیں۔

رنگون سے ۱۴ فروری کی خبر ہے کہ شہر کے قریب ایک بدھ مندر ہے۔ پولیس نے وہاں چھاپہ مارا تو معلوم ہوا کہ وہاں بندوقیں بنانے کی ایک فیکٹری قائم ہے۔ بہت سا سامان بھی پکڑا گیا۔

پارلیمنٹ میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے ۱۳ فروری کو وزیر ہند نے پھر ایک بار اعلان کیا۔ کہ گاندھی جی اور سیاسی قیدیوں کو اس وقت تک رہا نہیں کیا جا سکتا۔ جب تک وہ یقین نہ دلائیں کہ سول نافرمانی کی تحریک کو دوبارہ جاری نہیں کریں گے۔

وزیر ہند نے ایک اور سوال کے جواب میں کہا۔ کہ ہندوستان میں سازش کے مقدمات کی طوالت پر مجھے بہت تشویش ہے۔ موجودہ صورت حالات ناقابل برداشت ہو رہی ہے اور میں اس سلسلہ میں گورنمنٹ سے گفت و شنید کر رہا ہوں۔

بنگال کے وزیر تعلیم نے ایک سپاسنامہ کا جواب دیتے ہوئے ۱۳ فروری کو بتلایا کہ بنگال کے ۱۸ اضلاع میں جبری تعلیم جاری کرنے کی ایک سکیم حکومت کے سامنے موجود ہے اور وہ اس پر غور کر رہی ہے۔ اس سکیم کو جزوی طور پر چلانے کے لئے آئندہ بیز ابتدا میں سے ضروری رقم وضع کر لی جائیگی۔

مقدمہ سازش دہلی کے ملزمان کے متعلق گورنمنٹ نے فیصلہ کیا ہے کہ انہیں صفائی کے معاملہ میں کوئی مالی امداد نہیں دی جائے گی۔

کالکا شملہ ریلوے لائن پر شملہ جانے والی گاڑیوں کی رفتار زیادہ تیز کردی گئی ہے تاکہ تمام مسافر جو صبح ۷ بجے کالکا پہنچیں۔ دس بجکر چالیس منٹ پر شملہ پہنچ جائیں۔ پہلے ایک بجے بعد دوپہر پہنچا کرتے تھے۔

ہوس آف کامنز میں ۱۴ فروری سر سیموئل ہور نے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے بتایا کہ مقدمہ سازش میرٹھ کے اسیروں کو انڈیمان بھیجنے کا کوئی خیال نہیں۔ اسی سلسلہ میں سوال کیا گیا کہ کیا مقدمہ کی سماعت کی طویل میعاد کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان کی سزاؤں کے متعلق رحم کی سفارش کی جائے گی۔ سر سیموئل ہور نے جواب دیا کہ جب تک اپیل کا معاملہ درپیش ہے اس کے متعلق وہ کوئی فیصلہ نہیں کر سکتے۔

سونے چاندی کا نرخ امرتسر کے بازار صرافہ میں ۱۵ فروری کو حسب ذیل تھا۔

سونا دیسی ۳۰ روپے تولہ۔ سونا ولایتی ۳۰ روپیہ۔ سونا نیشنل بنک ۳۰ روپے ۲/۔ سونا معاہدہ ۳۰ روپیہ۔ چاندی ولایتی ۵۰ روپے سو تولہ۔ چاندی دیسی ۵۰ روپے۔ چاندی کھوٹی ۴۸ روپے ۱۲/۔ چاندی معاہدہ ۵۰ روپے۔ پونڈ ۱۷ روپے ۷/۔

لنڈن سے ۱۴ فروری کی اطلاع ہے کہ جائنٹ پارلیمنٹری کمیٹی ایسٹر سے پہلے مرتب کر دی جائیگی اور وائٹ پیپر پر پارلیمنٹ میں مارچ کے تیسرے ہفتہ میں بحث ہوگی۔ خیال کیا جاتا ہے کہ وائٹ پیپر جس صورت میں پارلیمنٹ میں پیش ہوگا۔ اسی صورت میں پاس ہو جائیگا۔

میونسپل کمیٹی پٹھانکوٹ نے اپنے ایک اجلاس میں فیصلہ کیا ہے کہ کمیٹی کی مالی حالت خراب ہونے کی وجہ سے ایم بی ہائی سکول کو یکم اپریل ۱۹۳۳ء سے بند کر دیا جائے۔ حالانکہ تحصیل پٹھانکوٹ میں صرف یہی ایک سکول ہائی کے درجہ تک ہے اور اس سے گرد و نواح کے دیہات کے طلباء کو بہت سی تعلیمی سہولتیں حاصل ہیں۔

اسمبلی کے حلقوں میں ۱۴ فروری کو اس مسئلہ پر خاص طور پر توجہ مرکوز رہی کہ مہاراجہ الور کا گدی سے دست بردار ہو جانا غیر اغلب نہیں۔ تاہم یہ بھی اطلاعات پہنچی ہیں کہ جلد کوئی فیصلہ نہیں ہوگا اور جب تک معاملات کوئی فیصلہ کن صورت اختیار نہ کریں حکومت کوئی کارروائی نہیں کرے گی۔

پنڈت مالویہ نے اچھوتوں کے مندروں میں داخلہ کے بل کے متعلق گاندھی جی کو ایک خط لکھا ہے جس میں تحریر کیا ہے کہ اس بل سے ہندو جاتی میں جو انتشار پیدا ہو گیا ہے۔ میں اسے پسند نہیں کرتا۔

برما کونسل میں ۱۴ فروری حکومت کے مقابلہ میں مخالف پارٹی کو ایک اور فتح حاصل ہوئی۔ اس پارٹی کی طرف سے یہ قرارداد پیش ہوئی تھی کہ حکومت کے دفاتر ہر سال پہاڑ پر نہ جایا کریں۔ یہ قرارداد ۵۲/۵۱ آراء سے منظور ہو گئی۔

حاجیوں کا جہاز رحمانی ۱۴ فروری بمبئی سے روانہ ہو گیا اس میں تیں اول درجہ اٹھارہ دوم درجہ اور ۷۲۵ تیسرے درجہ کے مسافر ہیں۔

ریلوے بورڈ کی سالانہ رپورٹ شائع ہو گئی ہے اس میں واضح کیا گیا ہے کہ تجارتی انحطاط کے باعث امسال سرکاری ریلوں کی آمدنی میں [illegible] کروڑ روپیہ کی کمی ہو گئی ہے۔

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی